عربی کی ایک قلمی کتاب سے
تاریخ ہند پر نئی روشنی

از

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی دہلی یونی ورسٹی)

کتاب کا نام مَسالک الأبصار فی ممالک الأمصار ہے، مؤلف ابن فضل اللہ عُمَری ہیں جو ۷۰۰ھ میں بمقام دِمَشق پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم پائی۔ پھر حکومتِ وقت سے تعلق پیدا ہوا اور جج اور سکریٹری کے معزز عہدوں پر فائز رہے۔ عُمَری کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا نسب عمر فاروقؓ سے ملتا تھا۔ اڑتالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ ادب اور انشاء میں خاص امتیاز حاصل کیا۔ ان کے ہم عصر صلاح الدین صَفَدی، مصنف الوافی فی الوَفَیات، (م ۷۶۴) کی رائے ہے کہ انشائے مراسلت میں مصر کے مشہور اور صاحبِ طرز قاضی فاضل (م ۵۹۶) سے بھی بازی لے گئے تھے۔ صَفَدی نے ان کے حافظہ اور ذہانت کی بڑے جوش بھرے الفاظ میں تعریف کی ہے۔ ان کی ادبی لیاقت اور نثر و نظم میں ان کی مہارت کو سراہتے ہوئے کہتے ہیں: چنگیز خاں اور اس کے جانشین مغل بادشاہوں، سلاطینِ ہند اور ترکوں کی تاریخ پر ان جیسا مہارت رکھنے والا میں نے نہیں دیکھا اور جہاں تک مختلف ممالک کے حالات اور ان کی شاہراہوں، حدود، اور مخصوص پیداوار سے واقفیت کا تعلق ہے تو اس میں وہ امامِ وقت تھے: (فَواتُ الوَفَیات، تالیف ابن شاکر کُتبی، مصر)

مسالک الأبصار عام معلومات یا جنرل نالج کی بہت ضخیم کتاب ہے جو بقول صَفَدی مؤلف نے بڑی تقطیع کی بیس جلدوں میں لکھی تھی اور جس کا فوٹو نسخہ اس وقت تینالیس (۴۳)

جلدوں میں مصر کی قومی لائبریری میں محفوظ ہے ۔ عربی میں جنرل نالج پر تصنیف کی ابتداء تیسری صدی ہجری میں ہوئی ۔ اس کا محرک سرکاری ملازمین بالخصوص سکریٹریوں اور وزیروں کی معلومات میں وسعت، ہمہ گیری اور توازن پیدا کرنا تھا جہاں تک معلوم ہے ابن قتیبہ (م ۲۷۰) کی عیون الأخبار اس صنف کی اولین تصنیف تھی ۔ آٹھویں صدی ہجری کے دو ہم عصر ادیبوں نے جنرل نالج پر دو بڑی کتابیں لکھیں : نُوَیری (م ۷۳۲) نے نہایۃ الأرب فی فنون الأدب اور ابن فضل اللہ عُمَری نے زیادہ وسیع پیمانہ پر مسالک الأبصار ۔ اس کتاب میں مؤلف نے معلومات کے منفرد اصناف کو یک جا کر دیا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی تالیف کا اکثر مواد پچھلے مصنفوں سے مستعار ہے، ان مصنفوں کی متعدد کتابیں اب نایاب ہیں، اس کے علاوہ کتاب کا ایک قلیل حصہ ان کے ذاتی آراء، مشاہدات یا ہم عصر اشخاص مثلاً سیاحوں اور سفیروں کے بیانات پر مبنی ہے ۔ ہندوستان پر ان کا جو طویل باب ہے وہ بیشتر زبانی معلومات پر مشتمل ہے ۔ مؤلف نے کتاب کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے : ایک حصہ میں ملکوں کے جغرافیے، شاہراہوں، ہواؤں، خشکی اور سمندر کے عجائبات، بڑے بڑے شہروں کی جائے وقوع کا ذکر ہے، دوسرے میں دنیا کے حیوانات، جمادات اور اقوام کا ۔ حیوانات میں چرندوں، پرندوں، کیڑے مکوڑوں کا، جمادات میں غلّوں پھلوں، ترکاریوں اور کانوں کا، اور اقوام میں شرق و غرب کے نئے پرانے بسنے والوں کا ۔ مؤلف نے اسلامی دنیا کے مشہور سیاسی، اور اداری شخصیتوں، طبیبوں، عالموں اور فقیہوں کے سوانح اور حالات بھی دئے ہیں اور ہر ملک کی تاریخ سنہ وار ۷۴۴ ہجری تک بیان کی ہے ۔ چنگیز خانی مغلوں، ہندوستانیوں، ترکوں اور کُردوں کے حالات خاص اہتمام اور تفصیل سے پیش کئے ہیں ۔" (تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، از جرجی زیدان، مصر ۱۹۳۱ء ۳ / ۲۲۷)

قاہرہ کے دارالکتب میں مسالک الأبصار کے دو نسخے ہیں : ایک مُصَوّرَ تینتالیس جلدوں میں، دوسرا ہاتھ کا لکھا۔ دونوں میں کتابت کی غلطیاں بہت ہیں اور وہ حصّہ زیادہ مسخ ہے جس میں ہندوستان کا ذکر ہے۔ فوٹو والا نسخہ نسبتہً بہتر ہے۔ اس کے علاوہ دونوں میں مضمونی کمی بیشی، تقدیم و تاخیر اور لفظی اختلاف بھی ہے۔ مؤلف نے ہندوستان کے حالات دو عنوانوں کے تحت قلم بند کئے ہیں، ایک عجائب الہند، جس میں پرانے ہندوستان کے کچھ انوکھے رسم و رواج عقاید اور کلچر کی جھلکیاں پیش کی ہیں۔ دوسرا عنوان مملکت الہند والسند ہے، اس میں اپنے ہم عصر سلطان محمد بن تغلق کے حالات، سیرت اور داد و دہش پر سیاحوں اور سفیروں کی زبانی روشنی ڈالی ہے۔ یہ ذکر خاصہ تفصیلی ہے اور اس سے تغلق شاہ[1]، ان کی حکومت اور ان کے عہد میں ہندوستان کی اقتصادی و اجتماعی حالات کے بعض اہم پہلوؤں پر ایسے حقایق بیان ہوئے ہیں جن سے ہندوستان میں لکھی فارسی تاریخوں کا دامن خالی ہے۔

مملکت ہند و سند

۶/۵ یہ ایک عظیم الشان مملکت ہے، روئے زمین پر کوئی دوسری سلطنت نہ تو وسعتِ حدود، اور نہ کثرت دولت و لشکر میں اس کا مقابلہ کرسکتی ہے اور نہ سفر و حضر میں اس کے بادشاہ کی ٹھاٹ باٹ اور اس کے پایۂ تخت کی شان و شوکت میں۔ ساری دنیا میں اس سلطنت کا شہرہ ہے۔ میں اس کے بارے میں جو خبریں سُنتا اور کتابوں میں جو حالات پڑھتا وہ مجھے بہت بھاتے اور میرے اوپر اثر ڈالتے۔ لیکن یہ مملکت چوں کہ بہت دور تھی، اس لئے متعلقہ خبروں کی توثیق سے قاصر تھا۔ جب میں نے یہ کتاب (مسالک الأبصار) لکھنا شروع کی اور

[1] دورِ حکومت چھبیس سال ۲۶ ۷۲۵ — ۷۵۲ھ / ۱۳۲۵ — ۱۳۵۱ء

ثقہ راویوں سے اس کے حالات دریافت کئے تو میں نے جو سنا تھا اور اُس کے بارے میں جو رائے قائم تھی، اُس سے اُس کو بہت بڑھا چڑھا پایا۔ مختصراً یہ سمجھ لو کہ اس ملک کے سمندر میں موتی ہوتے ہیں، خشکی میں سونا، پہاڑوں میں یاقوت و الماس، وادیوں میں صندل و کافور، شہروں میں بادشاہوں کے تخت ہیں، یہاں ہاتھی اور گینڈا (کرگدن) پایا جاتا ہے، اس کے لوہے سے مشہور ہندی تلواریں بنتی ہیں، یہاں لوہے، پارہ اور سیسے کی کانیں ہیں، اس کا ایک پودا زعفران ہے، اس کی بعض وادیوں میں بلور ملتا ہے، انسانی منافع کا سامان اس ملک میں فراوان ہے، چیزوں کے نرخ سستے ہیں، فوج بے شمار ہے اور ریاستیں اَن گنت۔ یہاں کے لوگ بڑے دانا اور فلسفی عقل ہوتے ہیں، خواہشات نفس پر قابو رکھنے اور تقرب الٰہی کی خاطر مستعدی سے جان دینے میں اپنی مثال آپ ہیں۔

اپنی کتاب تحفۃ الألباب میں (أندلسی مؤلف) محمد بن عبدالرحیم غرناطی نے لکھا ہے:۔ "ہند اور چین میں شاندار حکومتیں ہیں، یہاں اعلیٰ درجہ کا انصاف ہوتا ہے، خدا نے بڑی بڑی نعمتیں ان کو عطا کی ہیں، یہاں کی سیاست و حکومت عمدہ ہے، یہاں خوش حالی اور امن کا ہمیشہ دور دورہ رہتا ہے، فلسفہ، طب، ہیئت اور صنعت گری میں اہلِ ہند، سب قوموں سے بازی لے گئے ہیں۔ ہند کے پہاڑوں اور جزیروں میں صندل اور کافور پیدا ہوتا ہے اور ہر قسم کی خوشبودار بوٹیاں جیسے لونگ، جائفل (جوزبوا) بالچھڑ، دارچینی، سنج بید کے پھل کا خوشبودار تیل، الائچی، کبابہ، بسباسہ (جاوتری) اور مختلف قسم کی طبی جڑی بوٹیاں مشکی ہرن اور زباد بلی بھی پائی جاتی ہے۔ یہاں لیکن زیادہ تر لنکا میں مختلف قسم کے یاقوت کی کانیں ہیں۔

ابن عبد ربہ نے اپنی عِقْد الفرید میں نُعَیم بن حَمّاد کی سند پر بیان کیا ہے کہ شاہِ ہند نے عمر بن عبد العزیز (۹۹ - ۱۰۲) کو ایک مراسلہ بھیجا جس کا مضمون تھا:

"شاہِ شاہان کی طرف سے جو ہزار بادشاہوں کا بیٹا ہے اور جس کی بیوی ہزار شاہوں کی بیٹی ہے، جس کے اصطبل میں ہزار ہاتھی ہیں، جس کے دو دریا ہیں (؟) جن کے پانی سے صندل، ناریل اور کافور اُگتا ہے جن کی مہک بارہ میل دور تک جاتی ہے، اُس عرب سلطان کے نام جو خدا کی ذات و اختیار میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، واضح ہو کہ میں آپ کی خدمت میں ایک تحفہ بھیج رہا ہوں، تحفہ تو کیا، سلام و آداب، میری خواہش ہے کہ آپ میرے پاس کوئی عالم بھیجیں جو اسلام کی تعلیم مجھے سمجھادے، والسلام"

مجھے بشیخ عارف، بقیۂ سلف کرام، مبارک بن محمود اَنْباتی نے بتایا جو بڑے ثقہ ہیں اور جن کو شاذن صاحب خاصی (؟) کی اولاد میں ہونے کا شرف حاصل ہے، اور چوں کہ وہ اور ان کے اسلاف اس ملک کے چھوٹے بڑے سلاطین کے مقرب رہے ہیں، ان کے بیانات صحیح معلومات پر مبنی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں آباد شہروں اور مزروعہ دیہاتوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے جن کی صحیح تعداد تو مجھے نہیں معلوم، لیکن اتنا جانتا ہوں کہ صوبہ قنوج ایک سو بیس لاکھ دیہاتوں پر مشتمل ہے (؟) ایک لاکھ سو ہزار کے برابر ہوتا ہے۔ اس حساب سے کل دیہاتوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ اور چھ سو ہوئی (؟) مالوہ کا صوبہ قنوج سے بڑا ہے لیکن اس کے گاؤں کی تعداد بھی مجھے نہیں معلوم۔ معبر کا صوبہ کئی جزیروں پر مشتمل ہے جو اتنے بڑے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود ایک شاندار

[1] خط کشیدہ عبارت قلمی نسخہ میں نہیں ہے، اس کو عقد الفرید سے لیا گیا ہے۔ (عقد الفرید طبع سنہ ۱۹۴۰ء، تحقیق احمد امین ۲/۲۰۲)

سلطنت ہے، جیسے کولم، دفتن، لنکا اور مالابار (ملیبار). دریائے کنوتی (؟) پر دو لاکھ چھوٹی کشتیاں دوڑتی پھرتی ہیں، ان کی رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ اگر تیر انداز ان کے آخر میں تیر مارے تو وہ کشتی کے وسط میں آکر لگے (؟) بڑی کشتیوں کی تعداد کم ہے. ان میں ایسے جہاز بھی ہیں جن میں پن چکیاں لگی ہیں اور تنور اور بازار ہیں یہ اتنے لمبے چوڑے ہوتے ہیں کہ بعض اوقات ان کے ایک حصہ کے مسافر دوسرے حصوں میں کے مسافروں سے عرصہ تک ناواقف رہتے ہیں . . . . (؟)

۵/۷ دلی ہندوستان کا پایۂ تخت ہے، دوسرا پایۂ تخت قبۃ الاسلام (دیوگیر) ہے دلی اقلیم رابع میں واقع ہے. مؤلف کہتا ہے کہ سلطان حماہ (ابوالفداء) نے اپنی کتاب تقویم البلدان میں بھی یہی رائے ظاہر کی ہے. شیخ مبارک نے کہا: "قبۃ الاسلام تیسری اقلیم میں ہے، میں نے جب اس کو چھوڑا تو وہ پوری طرح تعمیر نہیں ہوا تھا، مجھے وہاں سے آئے چھ سال ہوتے ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ اب تک ادھورا ہے، کیوں کہ تعمیر بہت بڑے رقبہ میں شروع ہوئی تھی، اور بڑی بڑی عمارتیں بنانے کا پروگرام تھا. تغلق شاہ نے شہر کے نقشہ میں ہر طبقہ کے لئے محلے بنانے کی رعایت رکھی تھی، ایک محلہ فوج کے لئے تھا، دوسرا وزیروں اور سکریٹریوں کے لئے، تیسرا قاضیوں اور عالموں کے لئے، چوتھا صوفیوں اور فقیروں کے لئے، پانچواں تاجروں اور پیشہ وروں کے لئے، ہر محلہ میں عام ضروریات کا انتظام کیا گیا تھا، جیسے مسجد، اذان کا منارہ، بازار، حمام، چکیاں، تنور، اور ہر صنف کے کاریگر بسائے گئے تھے جیسے سنار، رنگریز، چرم ساز، تاکہ ایک محلہ کے لوگ خرید و فروخت اور لین دین میں دوسرے محلہ کے محتاج نہ رہیں اور ہر محلہ پوری طرح خودکفیل ہوجائے

اس سلطنت میں غیر آباد علاقہ یا تو بیس دن کی مسافت کے بقدر غزنہ سے متصل ہے اور اس کی وجہ شاہ ہند کی شاہ ترکستان و ماوراء النہر سے باہمی جنگ و پیکار

ہے، یا غیر آباد پہاڑ یا تہ بہ تہ پہاڑ کی گھاٹیاں، لیکن یہاں جو خوشبودار اور طبی پودے فراہم ہوتی ہیں ان سے زراعت کے مقابلہ میں بہت زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ فاضل نظام الدین یحییٰ بن حکیم نے مجھے ایک پرانی کتاب سے روشناس کیا جو ہندوستان کے بارے میں ہے اور جس میں لکھا ہے کہ ملتان کی عمل داری میں ایسے ایک لاکھ چھبیس ۱۲۶ ہزار گاؤں ہیں جن کا سرکاری رجسٹروں میں اندراج ہے۔ ملتان اور دہلی چوتھی اقلیم میں واقع ہیں اور ہندوستان کے باقی حصے دوسری اور تیسری میں۔ مملکت ہند کا رقبہ بہت بڑا ہے اور یہاں کی آب و ہوا اچھی ہے، سوائے اس مضر صحت اراضی کے جہاں چاول کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کتاب میں یہ تصریح بھی ہے کہ محمد بن یوسف ثقفی نے سندھ میں چالیس سہار سونا پایا، ایک سہار تین سو تینتیس ۳۳۳ سیر کے برابر ہوتا ہے۔ ۵/۸ سلطنت ہند کی حد غزنہ اور قندھار کی عمل داری تک پہنچتی ہے۔

میں نے شیخ مبارک سے اندرون ہند اور اس کے ساحلی مضافات کے حالات پوچھے تو انھوں نے کہا: ہند میں قریب دو ہزار چھوٹے بڑے دریا ہیں، ان میں سے کچھ اتنے بڑے ہیں جتنا نیل۔ دریاؤں کے کنارے گاؤں اور شہر آباد ہیں ہند میں بڑے بڑے مرغزار اور گھنے درخت پائے جاتے ہیں۔ ملک کی آب و ہوا معتدل ہے، موسموں میں فرق نہیں ہوتا، سال بھر بہار کا موسم رہتا ہے، ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ بارش چار مہینے برابر ہوتی ہے، بالعموم بہار کے آخر سے لے کر گرمی تک۔ یہاں مختلف قسم کے غلّے پیدا ہوتے ہیں: گیہوں، چاول، جو، چنا، مسور، اُرد، لوبیا، تل، فُول مٹر تقریباً نہیں ہوتا، میرا خیال ہے (مؤلف کا) کہ فُول نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہند مفکروں اور فلسفیوں کا ملک ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ فُول سے جوہر عقل کو نقصان پہنچتا ہے، اس لئے صابئہ فرقے نے اس کا کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ شیخ مبارک نے کہا: پھلوں میں انجیر اور انگور کم ہوتے ہیں، انار کھٹا، میٹھا اور کڑوا تینوں قسم کا، کیلا، خوبانی، کھٹا لیمو،

لیم (؟)، نارنگی، گولر، کالا شہتوت، خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، گول کدو خوب ہوتا ہے. امرود ہوتا ہے اور باہر سے بھی منگایا جاتا ہے. ناشپاتی اور سیب بہت کم ہے وھو دامت السفرجل (؟) اس کے علاوہ ہند میں ایسے پھل بھی ہوتے ہیں جو مصر، شام اور عراق میں نہیں ہوتے جیسے آم، بیر، کچ (؟) کرنیکا (؟) انجکی (؟) بکی (؟) نفرک آم۔ ان کے علاوہ اور بھی لذیذ اور بڑھیا پھل ہیں. فاما النارجیل فھو شجر بری حلو الجیل والنارجیل (؟) کیلا خوب پیدا ہوتا ہے لیکن دہلی میں کم ہے. گنے کی بھی افراط ہے، ایک قسم کا گنا سیاہ اور سخت چھلکے کا ہوتا ہے، چوسنے کے لئے اس سے بہتر کوئی قسم نہیں، یہ گنا کسی اور ملک میں نہیں ہوتا. گنے کی باقی قسموں سے بڑی مقدار میں شکر بنائی جاتی ہے جو مصری سے سستی ہوتی ہے یہ ڈلی کی شکل میں نہیں ہوتی بلکہ سفید میدہ کی طرح باریک ہوتی ہے. ہندوستان میں جیسا کہ شیخ مبارک نے مجھے بتایا اکیس قسم کے چاول ہوتے ہیں، شلجم، گاجر، کدو، بینگن، مارچوبہ (کھلبون) ادرک بھی ہوتی ہے، ہری ادرک کو گاجر کی طرح پکایا جاتا ہے، اس کی ہانڈی اتنی لذیذ ہوتی ہے کہ کوئی دوسری چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی. چقندر، لہسن، پیاز، پودینہ اور شمار (؟) بھی پایا جاتا ہے. گوناگوں اقسام کے پھول ہوتے ہیں جیسے گلاب، نیلوفر، بنفشہ، مشک بید، نرگس، گل مہندی، تل کا تیل ہوتا ہے اور جلانے کے کام آتا ہے، لیکن زیتون کا تیل نہیں ہوتا، اور باہر سے منگایا جاتا ہے، شہد کی فراوانی ہے. موم بتی صرف شاہی محل میں پائی جاتی ہے، عوام اس کو نہیں رکھ سکتے.

ہندوستان میں چرنے والے مویشی اور پالتو پرند بے شمار ہیں. بھینس، گائے، بکری بھیڑ، مرغی، کبوتر، بطخ، گھٹیا قسم کے پرند اتنے ہیں کہ ان کی نہ مانگ ہے نہ قیمت. (؟) یہاں بازاروں میں قسم قسم کے کھانے بکتے ہیں: بھنا گوشت، مطنجن، تلا گوشت، مفنوع (؟) اور ایک دو نہیں بیسیوں قسم کا حلوا، پھلوں کا رس اور ایسے شربت جو مشکل سے کہیں اور ملیں گے.

۱۰/۵ ہندوستان میں تلوار، تیر، نیزے، زرہ بکتر اور دوسرے قسم کے ہتیار بنانے والے، نیز سنار، زرکار، زین ساز، اور دوسرے صنعت گر، خواہ ان کی عورتوں کے لئے مخصوص ہو یا مردوں کے لئے، یا اہلِ قلم کے لئے، یا اہلِ تلوار کے لئے، یا عوام کے لئے، بے شمار پائے جاتے ہیں۔

ملک میں اونٹ کم ہیں، بس بادشاہ، یا بڑے عہدے دار، خان، امیر اور وزیر اونٹ رکھتے ہیں، گھوڑوں کی کوئی کمی نہیں، ان کی دو قسمیں ہیں: ایک عربی نسل، دوسرے دوغلے۔ اکثر گھوڑے اچھا کام نہیں دیتے، اس لئے آس پاس کے سارے ترکی ملکوں سے منگائے جاتے ہیں، عربی گھوڑے بحرین، یمن اور عراق سے برآمد ہوتے ہیں، اچھی نسل کے عراقی گھوڑے جن کی بھاری قیمت وصول کی جاتی ہے ہند میں ہیں لیکن کم تعداد میں زیادہ دن یہاں رہنے سے ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ہندوستان میں خچر اور گدھے دونوں کی سواری معیوب خیال کی جاتی ہے، کوئی فقیہ اور عالم خچر پر سواری پسند نہیں کرتا اور گدھے پر سوار ہونا تو ہندیوں کی نظر میں سخت عار کی بات ہے۔ اس لئے سب کی سواری کا جانور گھوڑا ہے۔ کھاتے پیتے اور عہدہ دار لوگ بار برداری کے لئے گھوڑا استعمال کرتے ہیں اور عام لوگ گائے پر پالان ڈال کر۔ گائے کی رفتار تیز اور قدم لمبے ہوتے ہیں۔

شیخ مبارک نے کہا: یہ مملکت بے حد لمبی چوڑی ہے، درمیانہ چال سے تین برس چاہئیں اس کی لمبائی طے کرنے کے لئے، اس کا عرض سومنات ولنکا کے بیچ سے غزنہ تک اور طول عدن کے سامنے والے بندرگاہ (؟) سے سد سکندر تک، جہاں بحر ہند، (؟) بحر محیط سے نکلتا ہے۔ اس لمبے چوڑے رقبہ میں بڑے شہروں کا ایک سلسلہ ہے جہاں شاہی نمایندے

اور تخت نشین حاکم رہتے ہیں، جن کی عمل داری میں شہر، قصبے، گاؤں، جائدادیں اور بازار ہیں، جہاں ہر طرف آبادی اور زراعت ہے۔ شیخ مبارک کی رائے کہ یہ مملکت لمبائی میں تین سال کی مسافت کے برابر ہے غور طلب ہے، کیوں کہ تین سال کی مسافت تو کل آباد دنیا کی بھی نہ ہوگی۔ ہاں اگر شیخ مبارک کا مطلب یہ ہے کہ اس مملکت کے سارے شہروں کا گشت کرنے کے لیئے تین سال درکار ہیں تب کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ شیخ مبارک نے بتایا کہ اہل قراجل (؟) سلطان دہلی کے تابع ہیں انھوں نے ایک مقررہ خراج کے مقابلہ میں سلطان سے عارضی صلح کرلی ہے۔ قراجل پہاڑمیں سونے کی سات کانیں ہیں، جن سے بے شمار دولت حاصل ہوتی ہے۔ خشکی اور سمندر کی یہ بڑی سلطنت چند غیر مفتوح جزیروں کو چھوڑ کر موجودہ سلطان دہلی (محمد بن تغلق) کے قبضہ میں ہے۔ ساحل کی ایک بالشت زمین بھی ایسی نہیں جس پر اس کا عمل دخل نہ ہو۔ اس ساری حکومت کے طول وعرض میں اس کا سکہ چلتا ہے اور اس کے نام پر خطبہ پڑھا جاتا ہے اور کہیں اس کا کوئی حریف نہیں۔

(باقی)

خلافتِ راشدہ

حصہ دوم تاریخ ملت:۔ عہد خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات قدیم وجدید عربی تاریخوں کی بنیاد پر صحت وجامعیت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، یہ کتاب کالجوں اور اسکولوں کے کورس میں داخل ہونے کے لائق ہے۔

جدید ایڈیشن صفحات ۳۷۶

قیمت غیر مجلد تین روپے آٹھ آنے۔ مجلد تین روپے بارہ آنے۔